وہی طلبہ یونیورسٹیوں میں داخلہ لیتے ہیں جو کم از کم اسلامی طرز فکر سے بعض اوقات بڑی حد تک اور اکثر بالکل ناآشنا ہوتے ہیں۔ اسکولوں یا مدرسوں میں ان کو برائے نام تعلیم دی جاتی ہے، جو ان کو کسی مقصد سے آشنا کرنے یا ان میں اسلامی بصیرت پیدا کرنے کے لیے قطعاً ناکافی ہوتی ہیں۔ نیا طالب علم نظریاتی طور پر سادہ لوح کی حیثیت سے داخل ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کا دماغ جذبات سے پُر ہو مگر وہ نظریات سے خالی ہوتا ہے اور اس کا ذہن کا جذباتی تانا بانا بھی اس وقت ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے جب بوقت مطالعہ اس کا ٹکراؤ نظریات، حقائق اور سائنس کے معروضی نتائج سے ہوتا ہے۔ ظاہر ہے طالب علم مدافعت کی پوزیشن میں نہیں ہوتا۔ اس کے پاس وہ نظریات، افکار اور بصیرت ہی نہیں ہوتی جس کے بل پر وہ نظریات کے میدان میں اترنے اور لوہا منوا لینے کی ہمت کر سکے۔ گوکہ وہ تعلیم کے اختتام تک مکمل ملحد، لادین یا اشتراکی نہ بھی ہو سکے، اسلام کے متعلق اس کا نظریہ سکڑ کر لوگوں اور خاندان کے ساتھ صرف شخصی اور جذباتی تعلق کی حد تک باقی رہ جاتا ہے۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا کہ اسلام ایک متحرک نظریہ ہے جو جملہ مسائل کو بطریق احسن حل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ مسلمان طالب علم کا مسلم یونیورسٹیوں میں درسی کتابوں میں موجود اور کلاسوں میں پڑھائے جانے والے اجنبی اور غیر علوم کا ذہنی دفاع کرنے کی مثال کچھ ایسی ہوگی کہ جیسے تلوار اور ڈھال لے کر کوئی سپاہی مشین گن اور ٹینک کا مقابلہ کرنے نکل کھڑا ہو۔ مسلم دنیا میں طلباء کو کہیں بھی اسلامی نظریۂ فکر کی تعلیم نہیں دی جاتی جب کہ مغرب کے تمام اسکولوں میں مغربی نظریۂ فکر کی تعلیم دی جاتی ہے۔ نوعمر طلباء کو مستقل مزاجی، آفاقیت، انتہائی سنجیدگی اور انہماک کی سخت تربیت دی جاتی ہے۔ اسلامی دنیا میں کہیں بھی یہ طرز فکر تمام طلباء کے لیئے بنیادی طور پر لازمی جزو تعلیم کی حیثیت نہیں رکھتا۔

تصحیح

ترجمان القرآن شمارہ مارچ کے ص ۲۲/۲۲ پر سطر ۱۲ میں جو آیت درج ہے۔ اس کے ابتدائی الفاظ درست کرلیں۔

لَا یُغَیِّرُ اللّٰہَ (غلط) — اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ (درست)